صاحبزادہ ظہیر الحق دین پوری

ولی اللّٰہی افکار ملک کی نظریاتی ضرورت ہیں امام عبید اللہ سندھیؒ انہی افکار کے داعی تھے

اسلام کے نام سے وہ فکر خالص اسلامی ہے جو کہ آج کے مشینی دور میں بھی قابل قبول ہو۔ حضرت امام ولی اللہؒ کسی بھی انسان کے مادی ترقی کو نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ رب سے "فی الدنیا حسنۃً" کی دعا کرو۔ دنیا اس کی حسنی ہو سکتی ہے کہ جو عظیم کائنات میں تخلیقات اس کے اجزاء کی تاثیر اور ان کے حسین امتزاج کے علم میں کماحقہ مہارت رکھتا ہو۔ جس سے کہ بلا امتیاز اونچ نیچ، رنگ و نسل کائنات کی ہر مخلوق کو پورا پورا فائدہ پہنچے اور یہ دنیا جنت بن جائے۔ اس کا پورا علم قرآن و سنت میں قول فیصل کی حیثیت سے موجود ہے سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے جب اس تاریک دنیا میں بھیجا گیا تھا تو اس تاریک دنیا کو جنت بنانے کا اسے پورا علم دیا گیا تھا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور آپ کی جماعت نے ایک بار اس دنیا کو جنت بنا کر دکھایا، تاریخ اس پر شاہد ہے۔ دنیا اس وقت حسنی بن سکتی کہ جب یہاں سے آنسو اور آہیں ختم ہو جائیں۔ ہر انسان کو اس کی صلاحیت کے مطابق زندگی بسر کرنے میں کھلی آزادی ہو، کسی کو کسی پر فوقیت نہ ہو، قوانین الٰہی کو ہر چیز پر بالادستی ہو۔ رب العالمین کے حضور میں سر بسجود ہونے کے لئے ہر ایک کو برابر کے مواقع میسر ہوں، کسی ایک فرد یا جماعت کو اس پر اجارہ داری نہ ہو۔ یہ سب کچھ عدل اور انصاف کی مرہون منت ہیں۔ اپنے آپ سے عدل، سوسائٹی

کاروبار میں عدل، اجتماعی اور انفرادی زندگی میں عدل بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل ہی عدل کی حکمرانی ہو حضرت امام عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت پیران پیرؒ نے اپنی تصنیف غنیۃ الطالبین میں "ھدی للمتقین" کا معنی لکھا ہے "ہدایت ہے عدل قائم کرنے والی جماعت کے لئے" اس سے ظاہر ہوا کہ قرآنی تعلیمات کا اصل مقصد قیام عدل ہے اور یہ کتاب اس فرد یا جماعت کے لئے ہدایت ہے جو عدل قائم کرنا چاہتی ہو۔ حضرت امام ولی اللہؒ کے نزدیک فلسفہ حیات کا مرکزی نقطہ یہی ہے۔ اس کا اپنے آپ کو پابند کرنے سے زندگی کے تمام مسائل فطری طور پر تحلیل ہوتے چلے جاتے ہیں امام ولی اللہ کے فلسفہ کی معرکۃ الاراء کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں تمام مسائل پر سیر حاصل بحث موجود ہے ولی اللھی نظریات میں حجۃ اللہ کو وہ مقام حاصل ہے جو آنجہانی کارل مارکس کے فلسفہ میں اس کی تصنیف "داس کیپیٹل" کو حاصل ہے۔

دولت کی تقسیم معاشرتی اور سوشل نظام کا مطالعہ کرنے والے بعض دوست یہ کہتے ہیں کہ "امام ولی اللہؒ مارکس کی اتباع میں مسائل کا حل پیش کرتے ہیں" یہ بالکل غلط ہے کیونکہ امام ولی اللہؒ کی وفات کی تاریخ ۱۷۶۳ء ہے۔

جبکہ مارکس مئی ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۸۳ء میں وفات پائی اس کا اشتراکی مینفسٹو ۱۸۴۷ء میں شائع ہوا۔ اور اس کی قائم کردہ پہلی انٹرنیشنل کا اجلاس ۱۸۶۴ء میں منعقد ہوا جس میں پروگرام کا پہلی مرتبہ تعارف کرایا گیا اس حساب سے امام ولی اللہؒ پہلی انٹرنیشنل سے ایک سو دو سال پیشتر اور مارکس کے اسلامی اشتراکیت کی اشاعت سے ۸۵ سال پیشتر علاقہ کو اسلامی نظریات پر ایک فلسفہ حیات دیکر وصال پا چکے تھے۔ ان تاریخوں کو ذہن میں رکھنے سے مطالعہ کے وقت یکسوئی سے انشراح قائم رہتا ہے اور موجودہ صدی کے عظیم فلسفیوں میں امام ولی اللہؒ کا امتیاز برقرار رہتا ہے۔

اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے اگر امام ولی اللہؒ کے فلسفہ سے مدد حاصل کی جائے تو ہمارے مسائل نہایت تیزی سے حل ہو سکتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ امام ولی اللہ برصغیر جنوبی ایشیا کی ایک ایسی مرجع خلائق شخصیت ہیں کہ ہر فرقہ کے نزدیک قابل تقلید ہیں کیونکہ علم قرآن اور حدیث مستقل طور پر یہاں امام ولی اللہؒ کے ذریعہ سے آیا ہر فرقہ اپنی علمی اسناد، روایات کا مرکز امام ولی اللہ کو مانتا ہے۔ انہوں نے اسلامی نظریات پر خالص قرآن کی حکومت قائم کرنے کے لئے احمد شاہ ابدالی کو

مرہٹوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے بلا کر ایک سیاسی تحریک کا آغاز کیا۔ پانی پت کے میدان میں ان کو شکست دی۔ امام ولی اللہ نے " فک کل نظام " کہہ کر علاقہ کو ایک انقلابی نعرہ دیا۔ ان کی جماعت نے ان کے صاحبزادے امام عبدالعزیز کی قیادت میں اسے آگے بڑھایا۔ انہوں نے اپنے خلفاء میں سے حضرت سید احمد شہید بریلیؒ کو امیر خان والی ریاست ٹونک کی فوج میں فوج حربیہ کی تربیت کے لئے فوج میں ملازمت کرائی۔ پھر امیر شہید کی قیادت میں مجاہدین نے بالاکوٹ کے آخری معرکہ میں جام شہادت نوش فرمایا اس کے بعد امام عبدالعزیزؒ اور مولانا رشید الدینؒ کے شاگرد مولانا مملوک علیؒ استاد دہلی کالج امام اسحٰق کی جگہ تحریک کے امیر مقرر ہوئے (اس وقت امام اسحٰق مکہ مکرمہ چلے گئے تھے) حضرت مولانا محمد قاسم نانا توئیؒ اور سر سید احمد خانؒ یہ دونوں حضرت مولانا مملوک علیؒ امیر تحریک کے شاگرد اور دہلی کالج کے فارغ التحصیل تھے۔ ان دونوں کا طریق کار پر اختلاف ہو گیا۔ سرسیدؒ انگریز سے صلح کر کے اقتدار لینا چاہتے تھے جبکہ حضرت نانوتویؒ انگریز سے اقتدار طاقت کے بل بوتے پر چھینا چاہتے تھے۔ اس جماعت نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی اس کی کمان حضرت نانوتویؒ نے خود کی۔ اس کے بعد مجاہدین پیدا کرنے کے لئے دیوبند سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ امیر تحریک ولی اللہی نے امام عبیداللہ سندھیؒ کو کابل بھیج کر باقاعدہ انگریز کے خلاف جنگ لڑی اور کابل (حکومت افغانستان) کو آزاد کرایا۔ ہندوستان کو تین مراحل میں آزادی دینے کا انگریز سے معاہدہ لیا "مسٹر ہمفرے" نمائندہ برطانیہ نے معاہدہ پر دستخط کرتے ہوئے کہا کہ " ہم والی افغانستان امیر امان اللہ خان سے نہیں بلکہ یہ معاہدہ مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے کر رہے ہیں (افغانستان تھرڈ وار) " نقش حیات " دوسری طرف سرسیدؒ نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی اس نے مسلم لیگ بنائی پھر اس جماعت نے پاکستان بنایا۔

علاقہ کی نظریاتی تحریک میں امام ولی اللہؒ کی شخصیت بمنزلہ روشنی کے ایک مینار کے ہے۔ آپ جس سمت سے بھی داخل ہوں آپ کو اسی مینار سے نور افشانی ہوتی نظر آئے گی۔

جنوبی ایشیا کی پوری آبادی پر ان کا احسان ہے۔ ان کے بغیر برصغیر کی تاریخ کوئی تاریخ نہیں۔ انہوں نے اسلامی فلسفہ دیا جو کہ کسی بھی ازم سے ٹکراہ نہیں ہو سکتا موجودہ ترقی یافتہ دور میں حضرت امام ولی اللہؒ کے ذریعہ سے اسلام کے ہر مسئلہ کو عقلی دلائل سے سمجھنا آسان ہو گیا ہے قرآن و سنت

سکے ہر حکم کی تعمیل انسان اپنا فطری حق سمجھتا ہے یہ اس کی بنیادی ضرورت ہے۔ سوشل طریقہ پر انسان تمام احکامات الٰہی کو خود بخود اپنے آپ کو نافذ سمجھتا ہے تنہائی میں اس سے اگر کوئی جرم یا کوتاہی سرزد ہو جائے تو بھی وہ خود بخود اپنے آپ کو محاسبہ کے لئے پیش کر دیتا ہے ان خطوط پر قرآن اور اسلام کو سمجھنے کے لئے امام ولی اللہؒ بڑی محنت سے اپنا علمی ذخیرہ چھوڑا ہے۔

ہم یہ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں کہ ملک آزادی اور پاکستان کے بنیادی نظریہ اسلام کے نفاد میں ان کی تمام تر علمی، سیاسی اور علمی کاوشیں ماثر اور قابل صد تحسین ہیں اور ان اصولوں سے ہٹکر قرآن کی حکومت کے تعین اور اس کے نفاذ کی کوئی ضمانت نہیں۔ پھر بھی ہمارے دانشور حضرات امام ولی اللہ کی بات کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے قوم سے کریڈٹ لینے کے لئے اپنی بات کا رنگ دے کر اپنی طرف سے تجویز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بات طویل ہوتی جا رہی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ افادات حضرت امام عبید اللہ سندھیؒ میں امام ولی اللہؒ کی مجوزہ شیخین کی طرز کی حکومت کا خاکہ بھی موجود ہے امام سندھی ولی اللہی تاریخ کی ایک اہم شخصیت ہیں۔ یہ بھی اس مکتبہ فکر کی قابل قدر اور جید شخصیتیں موجود ہیں جنھوں نے ولی اللہی فلسفہ کا براہ راست حضرت سندھیؒ سے استفادہ کیا ہے انہیں حضرت علامہ غلام مصطفٰے قاسمی (سندھ) جناب ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ہالیپوتا (اسلام آباد) جناب پروفیسر ملک محمد سرور (لاہور) جو کہ معروف شخصیتیں ہیں۔ صوبہ سرحد کی معتدر علمی شخصیت علامہ مولانا محمد طاہر یوسف زئی نے تو حضرت سندھیؒ سے قیام مکہ کے دوران حرم میں تفسیر قرآن پڑھی تھی ان حضرات سے استفادہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے عمل کو تیز کرنے کے لئے ولی اللہی مکتبہ فکر کو بھی نمائندگی دی جائے۔ جیسے کہ اس جدوجہد میں دوسرے مکاتیب فکر کو نمائندگی دی گئی ہے۔

اس کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ برصغیر میں امام ولی اللہؒ کا مقام اسلامی سیاست میں اس طرح قابل تقلید ہے جیسے کہ اس علاقہ میں فقہ حنفیہ میں امام ابوحنیفہ کا مقام ہے۔ جس طرح فقہ حنفی سے مفر نہیں۔ اسی طرح سیاسیات میں ولی اللّٰہی افکار اور نظریات سے بھی مفر نہیں۔ اس علاقہ میں قرآن کی حکومت کے لئے طویل تاریخ ہے۔ ولی اللّٰہی افکار و نظریات اس کا روشن باب ہے انہیں افکار پر کام کرنے والی جماعت نے آگے بڑھ کر اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے پھانسی کو چوما، علاقہ کو ایک لازوال زندگی بخشنے کے لئے اپنے جسم کی کھالیں کھینچوائیں، فاقے جھیلے، تپتی ریت جلتی لو

میں تنگے جسم تڑپائے گئے ۔ اسی کوشش میں کہ یہاں ایک ایسا معاشرہ ہو جس میں اونچ نیچ کا فرق مٹ جائے ۔ بنیادی حقوق میں ہر ایک مستفید ہو ۔ انصاف کسی خاص گروہ یا فرقہ کی میراث نہ ہو ۔ ذرائع پیداوار پر کسی ایک گروہ کی اجارہ داری نہ ہو ۔ محنت کش کی اجرت میں سے گھر بیٹھے حصہ بانٹ لینے والوں کے بوجھ سے معاشرہ پاک ہو ۔ اناج پیدا کرنے والے کو ضروریات زندگی سے مکمل طور پر بے فکر ہونا چاہیئے ، کسی بھی انسان کی جان و مال عزت آبرو ایک دوسرے پر حرام ہو ، انسان انسان کے شر سے محفوظ ہو ، ملک میں امن ہو شانتی ہو ، سلامتی ہو ۔ یہ تھے وہ عوامل جن کو امام ولی اللہؒ نے قرآن و سنت کی تشریحات سے کارل مارکس کی پیدائش سے ڈیڑھ سو سال پہلے ایک ضابطہ حیات کی شکل دی اور مخالفین کے دفاع میں طاقت کے استعمال کا فیصلہ کیا ۔

بعد کے ترقی یافتہ دور میں عقل کو دلائل اور عمل سے مزین فلسفہ دیا ۔ جس سے اس تاریک دنیا کو ایک بار پھر جنت بنایا جا سکتا ہے تاریخ دان حضرات جانتے ہیں کہ اسی جماعت نے پشاور کو فتح کر کے ہمارے اور آپ کے سامنے علاقہ کو جنت بنایا تھا ۔ یہ معاشرہ خالص اسلامی تھا یورپ کے مشہور فلاسفر "برناڈ شا" نے کہا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دنیا والے اسلام قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس طرح کا تاثر کمیونسٹ روس کے لیڈروں کا اسلام کے متعلق ہے ۔

(۱۹۱۴ء کی عالمی جنگ کے بعد حضرت امام عبیداللہ سندھیؒ "تحریک ریشمی خطوط" سے فراغت کے بعد کابل سے جب روس پہنچے تو اس وقت زار روس کی حکومت ختم ہو چکی اور کامریڈ لینن کے نے مارکسی نظریات پر نئی حکومت بنائی تھی ۔ امام سندھیؒ اس وقت کی حکومت موقتہ ہند کے وزیر ہند کی حیثیت سے نئی حکومت کے مہمان تھے ۔

نماز پڑھنے پر امام سندھی کو مسٹر چیچرن وزیر خارجہ نے کہا کہ آپ کو یہاں کی انقلابی جماعت کے احکامات سے مطلع کر دیا گیا تھا پھر بھی آپ نے نماز پڑھی ، اور کیوں پڑھی ؟ امام سندھیؒ نے کہا کہ میں نے نماز اس لئے پڑھی ہے کہ نماز ہر انسان کا بنیادی حق ہے (چونکہ اس وقت بنیادی حقوق دلانے کے لئے انقلاب لایا گیا تھا) یہ سن کر مسٹر چیچرن نے ان کو مرکزی انقلابی پارٹی کے ہاں ڈوما بھیج دیا ۔ حضرت سندھیؒ نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر آپ لوگ امام ولی اللہؒ کو مسلمان فلسفی مان لیں تو یہ میں آپکو سمجھا سکتا ہوں کہ "نماز ہر انسان کا بنیادی حق کیسے ہے" ؟ چنانچہ اس بحث میں امام ولی اللہ کے کتب کے

حوالہ سے ان کو منوایا کہ " نماز واقعی ہر انسان کا بنیادی حق ہے"۔ یہ کتابیں اصل اور تراجم کی شکل میں ان کی لائبریری میں موجود تھیں۔ اس کے بعد بحث معاشیات اور اقتصادیات کی طرف چلی نکلی۔ ان مسائل کو جب امام ولی اللہؒ کی تشریحات میں سوشلسٹ رہنماؤں نے سمجھا تو حیران ہوگئے۔ انھوں نے کہا مولانا اس طرح سے اسلام کسی نے نہیں سمجھایا۔ جس طرح سے امام ولی اللہ سمجھاتے ہیں مزید کہا کہ ہمارا نظام ان کے مقابلہ میں تشنۂ تکمیل ہے اس کے بعد حضرت سندھی "ڈوماں" ہی میں نمازیں ادا کرتے رہے۔ حضرت سندھیؒ کے سیکریٹری میر مسعود نے ۱۹۳۹ء میں "مراجعت وطن سے پہلے روزنامہ انقلاب لاہور کو مکہ مکرمہ سے ایک مضمون اشاعت کے لئے بھیجا تھا۔ جسے مرحوم مولانا غلام رسول مہر نے شائع کیا اس میں سیکریٹری حضرت سندھی نے لکھا تھا کہ " ڈوما" میں دوران قیام حضرت سندھیؒ کے تہجد کے وضو کے لئے پانی کا اہتمام کامریڈ لینن کی بیوی کرتی تھیں۔

میری اس طویل گذارش کا مقصد صرف یہ ہے کہ ولی اللّٰہی مکتبہ فکر کو دوسرے مکاتیب کی طرح نمائندگی دی جائے، برصغیر میں جو اس کا مقام ہے اس کی تاریخ کو برقرار رکھا جائے۔ اس کی ابتداء مرحوم جنرل محمد ایوب خان نے اپنے عہد میں اس وقت کی تھی جبکہ حیدرآباد سندھ میں مرحوم نے شاہ ولی اللہ اکیڈمی کا افتتاح کیا۔ اپنی تقریر میں کہا تھا کہ "جس کام کو شاہ ولی اللہؒ چھوڑ گئے ہیں ہم نے اس کو آگے بڑھانا ہے" آخر میں جناب گورنر سندھ اشرف ڈبلیو تابانی کی خدمت عرض کرتا ہوں کہ سندھ سے حضرت سندھیؒ کا خاص تعلق ہے وہ امام ولی اللہ کے فکر کے داعی تھے ولی اللّٰہی افکار اور نظریات کے نشر و اشاعت کے لئے ادارہ کے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے جو کہ خالص علمی ہے اس کے کراچی میں کسی موزوں جگہ پر سفید ٹکڑہ مخصوص فرمادیں۔